OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Oline): 2410-8065
ISSN (Print):2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 1,
Jan-Jun 2019 PP:75-92

فقہ و مصادر فقہ اسلامی کے مطالعہ کی استشراقی روایت کا مطالعہ و جائزہ

Orientalist's Approch to study of Fiqh & its sources-Analytical Study

Scan for Download

Dr Yasir Arfat
Department of Arabic and Islamic Studies,
GC University, Faisalabad

Abstract

Science of Fiqh represents the legal aspect of Islam .It has been originated and developed in the time period of the Holy Prophet Muhammad (SAW). Like the other major sciences of Islam, Orientalists have showed their keen interest in the Origin, Development and transformation of Islamic Fiqh.They Studied the foundations and sources of the Islamic Fiqh but findings and judgements of them does not reflect the actual facts and has been criticized in the circles of Muslim Scholarship. In this article an introduction and overview of the Orientalist's work and approach to the origin and sources of Islamic Fiqh is being presented in chronological order with critical note.

Keywords: *Islamic Fiqh, Orientalist, Islam, Goldziher, Margoliouth, Gibb, Schacht, Hallaq*

مسلمانوں نے اپنے علوم و فنون کے آغاز وارتقاء اور انکی تعمیر و تشکیل کی تاریخ بارے وسیع تحریری ذخیرہ مرتب کیا ہے۔کہ جس کے مطالعہ سے مسلمانوں کی عظیم علمی روایت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کی اس علمی روایت اور اس کے مختلف پہلوؤں بارے ایک اور وسیع ذخیرہ بھی موجود ہے۔کہ جسے مستشرقین نے تحریر و مرتب کیا ہے۔اس استشراقی ذخیرہ کے تنقیدی مطالعہ سے جو مجموعی نتیجہ سامنے آیا اس کے مطابق یہ ذخیرہ معروضیت سے محروم، تعصّبات سے مملو اور حقائق کو مسخ (Distortion) کرتا دکھائی دیتا ہے۔اور اسلام و متعلقات اسلام کی صحیح تصویر کشی نہیں کرتا۔ تاہم حلقہ ہائے استشراق میں انصاف پسند مستشرقین بھی موجود ہیں۔ان میں کئی ایسی شخصیات موجود ہیں کہ جن کی علمی و تحقیقی خدمات قابل تحسین ہیں اور ان کی اسلام اور متعلقات اسلام کے بارے میں تحقیقی کاوش علمی حقائق کے منظر عام پر آنے کا باعث بنی۔ مستشرقین نے مختلف جگھوں پر موجود مخطوطات کا نہ صرف سراغ لگایا بلکہ ان کو ایڈیٹ کر کے منصۂ شہود پر لائے جو اسلامی دینی ادب کی بڑی خدمت ہے اسی طرح بعض مستشرقین کی مساعی سے بہت ساری بنیادی کتب اور مصادر کے سامنے آنے سے حقائق تک رسائی آسان

CC BY

ہوئی۔

بیسویں صدی عیسوی کے ممتاز ہندوستانی مسلمان عالم سید ابو الحسن علی ندوی مستشرقین کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس حقیقت کا اعتراف ایک صاحب علم کا علمی و اخلاقی فرض ہے کہ متعدد مستشرقین نے اسلامی علوم کے مطالعہ میں اپنی ذہنی و علمی صلاحیتوں کا فیاضانہ استعمال کیا، انہوں نے اس کام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، ان میں سے بہت سے فضلاء نے مشرقی اور اسلامی علوم کا موضوع سیاسی اقتصادی اور مشنری اغراض و مقاصد کے ماتحت نہیں بلکہ محض شوق علم اور جذبۂ بحث و تحقیق کی خاطر اختیار کیا اور اس کام میں خاصی جگر کاوی اور دیدہ ریزی کا ثبوت دیا یہ ہٹ دھرمی اور ناانصافی ہو گی کہ ان کے اس پہلو کا اظہار و اعتراف نہ کیا جائے ان کی کوششوں سے بہت سے نادر اسلامی مخطوطات جو صدیوں سے سورج کی روشنی سے محروم تھے نشر و اشاعت سے آشنا ہوئے اور نادان و نااہل وارثوں کی غفلت اور کرم خوردگی سے بچ گئے، کتنے علمی مآخذ اور اہم تاریخی دستاویزیں اول اول انہیں کی کوششوں اور علمی دلچسپی اور شفقت کے نتیجہ میں منظر عام پر آئیں۔ جن سے مشرقی دنیا کے علماء و محققین کی آنکھیں روشن ہوئیں اور ان کے علم و تحقیق کا کام آگے بڑھا۔''[1]

قرآن اور حدیث اور انکے متعلقات بارے مستشرقین نے ایک وسیع علمی ذخیرہ تحریر و مدون کیا۔ بہت سارے علمائے استشراق کی تحقیقات، تحقیقی مباحث اور نتائج تحقیق تسامحات کا شکار ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر وہ حقیقت کی صحیح ترجمانی بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ فقہ اسلامی اور اس کے مصادر بارے بھی مستشرقین نے کئی جہات میں کام کیا ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں ان کی تحقیقی جہات کی نشاندہی کرتے ہوئے یحیٰی مراد لکھتے ہیں:

"...فبحث فی تاریخه و ترتیبه، ووحیه، وجمعه، و نزوله، وروحه، واصالته، و تغیره، و ترجمته، و أسلوبه، و لغته، و بشریته، و ألوہیته، و فلسفته وأثره فی اللغة والأدب، والفلسفة والفکر، واعتباره مصدر ارئیسیًا للشریعة و معاملاتها، و مقارنه بالکتب السماویة الأخری، وغیرها من الموضوعات التي تعالج قضایاه" [2]

حدیث رسول ﷺ اور رسول اکرم ﷺ کی ذات مندرجہ ذیل پہلووں پر مستشرقین نے کام کیا:

......"فقد رکز جهوده علی دراسة تاریخه وجمعه و تدوینه وحقیقته و أهمیته و روایته و رواته و أصالته و منزلته وأنواعه و مصادره و أسلوبه و اعتباره مصدرًا ا للشریعة و معاملاتها و اهتمام علماء الاسلام به و مناهجهم فی تطبیقه و تحقیقه و مذاهبهم فی نقدهم الداخلی والخارجي له و إثباتهم الحقائق التاریخیة حوله و أهمیته و غیرها من المسائل التی تتعلق به۔ وأما عنایته بالرسولﷺ فقد اهتم بکل ما یتصل بشخصیته و حیاته، و نبوته، و سیاسته، وإنسانیته، و تشریعاته، و علاقاته العاملة، والخاصة، وأخلاقه و معارکه، و أحادیثه و خطبه و رسائله، ودعوته و جهاده، و فتوحاته و أصحابه، و زوجاته، وغیرها من الامور التي یمکن أن تدورحوله ثم مکانته التاریخیة والإنسانیة " [3]

فقہ اسلامی کے بارے میں مستشرقین کے کیے گئے کام کی جہتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یحیٰی مراد لکھتے ہیں:

"وأما عنایته بالفقه الإسلامي فقد اختص بدراسة نشأته و تاریخه و مصادره و مدارسه و مذاهبه و أعلامه و مناهجه و تطبیقه و تطوره و مقارنته و عصریته و علاقته بالعقیدة والتصوف والحدیث و مبادئه فی المیراث و غیرها من الموضوعات التی ظهرت فی هذا الجانب

من الدراسات والبحوث" [4]

فقہ اور مصادر فقہ کے بارے میں ذکر کردہ مباحث سے پتہ چلتا ہے کہ مستشرقین کا کام بڑی وسعت کا حامل ہے۔اور دبستان استشراق میں قرآن اور حدیث کے بعد فقہ اور اسکے متعلقات کے مطالعہ کی ایک روایت موجود ہے۔مقالہ ہذا میں اس استشراقی روایت کا مطالعہ تاریخی ترتیب (Chronological Order) کو ملحوظ رکھتے ہوئے تنقید و تبصرہ کے ساتھ کیا جائے گا۔

الفرڈوان کریمر (Alferd von Kremer)

آسٹریا کے ممتاز مستشرق وان کریمر نے فقہ اسلامی کے ابتدائی دور کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ وان کریمر 13جولائی، 1828ء میں ویانا میں پیدا ہوا اور وہیں پر دسمبر1889ء کو وفات پائی، کریمر نے مسلمان معاشروں کے سماجی ڈھانچے کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا اسی طرح اس نے اسلام کے قانونی پہلو پر بھی خصوصی توجہ دی۔صلاح الدین خدا بخش وان کرمر کو محنتی اور قابل اعتماد محقق کے طور پر ذکر کرتے ہیں
وہ لکھتے ہیں :

> "*His researches- Patient, laborious, through have illumined every aspect of Muslim life. He is the most trustworthy interpreter of the social, political, economic, literary, and legal problems of Islam.*"[5]

الفرڈوان کریمر کو مؤطا امام مالک دستیاب تھی اپنی تحقیقی مباحث میں وان کریمر مدینہ میں حدیث و روایت کے موضوع پر خصوصی توجہ دیتا دکھائی دیتا ہے مدینہ کے فقہی مذہب پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مستشرق کتب رجال پر انحصار کرتا دکھائی دیتا ہے امام نووی کی تہذیب اور ابن اثیر کی اسد الغابۃ کے ساتھ ساتھ اس نے موطا امام مالک سے بھی استفادہ کیا ہو گا گو کہ اس نے اس وقیع تصنیف کا حوالہ نہیں دیا اس نے فقہائے سبعۃ کا تذکرہ بھی کیا ہے اسی طرح وہ مدینہ میں مالکی مذہب کے ساتھ ساتھ عراق میں اصحاب الرائے کے آغاز وارتقاء کی نشاندہی بھی کرتا ہے وہ اصحاب الرائے کے ابتدائی نمائندہ فقہاء کا تذکرہ کسی قدر تفصیل سے کرتا ہے اسے امام ابو یوسفؒ کی کتاب الخراج کا مخطوطہ بھی دستیاب تھا وان کریمر کی تحقیقات تسامحات کا شکار بھی ہیں۔مثلاً وضع حدیث میں صحابہ کرام کا کردار (کریمر کا یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں ہے)۔آسٹریا کا فاضل مستشرق فقہ اسلامی پر دیگر نظام ہائے قانون کے اثرات پر بھی بحث کرتا ہے اس نے رومی اور اسلامی قانون میں بعض مماثلتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

کارل ایڈورڈ سخاو (Karl Eduard Sachau)

فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء کے بارے میں ابتدائی تحقیقی کاوش کرنے والوں میں جرمن مستشرق کارل ایڈورڈ سخاؤ (Karl Eduard Sachau) بھی شامل ہے۔ سخاؤ 1845ء میں پیدا ہوا اور اس نے 1930ء میں وفات پائی۔ تعلیم و تدریس کو اس نے پیشے کے طور پر اختیار کیا وہ 1872ء میں یونی ورسٹی آف ویانا میں پروفیسر تعینات ہوا لیکن 1876ء میں اس نے بطور پروفیسر یونی ورسٹی آف برلن کا انتخاب کیا اور وہاں چلا گیا۔ 1870ء میں اس نے تحقیقی مضمون جرمن زبان میں بعنوان

"*Zur Altesten Geschichte Des Muhammedanischen Rechts*"

تحریر کیا جو ایک جرمن شمارے میں شائع ہوا سخائو نے اس مقالہ میں ذکر کیا کہ فقہ اسلامی کے اساسی ماخذ قرآن اور سنت ہیں اور صحابہ کرام مسائل کے حل کے لیے انہی دو مصادر کی طرف رجوع کرتے تھے اس کے بقول دوسری صدی ہجری میں فقہ نے ایک مستقل علم کی صورت اختیار کی اپنی تحقیق میں سخائو کا زیادہ تر انحصار علامہ عبدالکریم شہرستانی کی الملل والنحل، مقدمہ ابن خلدون اور کشاف اصطلاحات الفنون پر رہا اصول فقہ پر لکھی گئی کوئی مستقل تصنیف اسے میسر نہ رہی فاضل مستشرق کے بقول فقہ اسلامی کی تنظیم و تشکیل میں معاشی، سیاسی اور سماجی عوامل اور ان کے اتار چڑھاو نے بنیادی کردار ادا کیا سخائو ابتدائی فقہا اور قاضیوں کا بھی تذکرہ کرتا ہے جس کے لیے اس کا انحصار ابن قتیبہ کی المعارف اور امام نووی کی تہذیب الاسماء پر رہا آغاز فقہ کے حوالے سے وہ امام ابو حنیفہؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام مالک بن انس کا خاص طور پر تذکرہ کرتا ہے لیکن وہ فقہ اسلامی کی ابتدائی یادگار تصنیف موطا امام مالک کا ذکر نہیں کرتا جو شاید اسے دستیاب نہ تھی۔

اجناس گولڈ زیہر (Ignaz Goldziher)

حلقۂ استشراق کا سب سے اہم مستشرق گولڈ زیہر ہے جو 22 جون 1850ء کو ہنگری کے ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوا وہ مطالعہ اور لکھنے پڑھنے کے فطری ذوق کا حامل تھا اس لیے پانچ سال کی عمر میں اس نے عہد عتیق (Old Testament) کے عبرانی ایڈیشن کا مطالعہ شروع کر دیا تھا بارہ سال کی عمر میں گولڈ زیہر نے عبرانی زبان میں موجود مناجاتوں (Hebrew prayers) کے آغاز اور اقسام پر مقالہ لکھ کر شائع کروایا سولہ سال کی عمر میں اس نے بوڈاپسٹ یونی ورسٹی (Bodapist university) میں جاری فلسفہ اور قدیم زبانوں مثلاً فارسی اور ترکی کی کلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرنا شروع کر دیا ہنگری کی وزارت تعلیم کی طرف سے ملنے والے وظیفہ کی وجہ سے گولڈ زیہر 19 سال کی عمر میں جرمنی پہنچ گیا پزگ (Leipzig) اور برلن (Berlin) کی یونی ورسٹیوں میں رہ کر علمی پیاس بجھائی اور وہیں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جرمنی سے فاضل مستشرق لائیڈن چلا گیا جو اس دور میں اسلام و متعلقات اسلام کے درس و مطالعہ کا یورپ میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ اور یہیں سے اس نے اسلام کے مطالعہ اور اس کے بارے میں تحقیق کو میدان کے طور پر چن لیا۔

1894ء میں بوڈاپسٹ یونی ورسٹی نے گولڈ زیہر کو پروفیسر مقرر کیا لیکن یہ تقرر محض اعزازی تھا 1904ء میں مستقل بنیادوں پر اسی یونی ورسٹی کے سکریٹری کے طور پر بھی کام کرتا رہا 1914ء میں پروفیسر گولڈ زیہر فیکلٹی آف لاء کے تحت شعبہ اسلامی فقہ کا صدر بن گیا۔ 13 نومبر 1921ء میں اس نے وفات پائی تعلیم و تحقیق کی سرگرمیوں کے دوران گولڈ زیہر کو جامعہ ازہر میں بھی رہنے کا موقع ملا جہاں پر اس نے مسلمان علماء اور اسلامی کتب کے ذخائر سے استفادہ کیا۔

اسلام سے متعلقہ ادب کا مطالعہ کرنے کا آغاز پروفیسر گولڈ زیہر نے علامہ ابن حزمؒ کی تصانیف سے کیا اس نے خاص طور پر ''الفصل'' کا گہرا مطالعہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابن حزم رحمہ اللہ کے فقہی مذہب ظاہریہ کا بھی مطالعہ کیا 1884ء میں ظاہریہ کے فقہی مذہب اور اس کی تاریخ پر فاضل مستشرق کی تصنیف "Die Zahiriten, Ihr lehrsystem undihr geschichte" منصہ شہود پر آئی۔

پروفیسر گولڈ زیہر کی یہ تصنیف اپنے موضوع پر ایک عمدہ اور اولین کام کی حیثیت رکھتی ہے کتاب کا اصل موضوع تو ''ظاہری مذہب'' ہے جو امام داود بن علی بن خلف ظاہری (270ھ) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، لیکن اس فقہی مذہب کا پس منظر دکھاتے ہوئے کتاب کے ابتدائی اڑھائی ابواب میں دوسری صدی ہجری کی فقہی صورت حال کے بعض امور پر ضمناً روشنی

ڈالی گئی ہے۔ لائیڈن میں منعقد کی گئی ایک کانفرنس میں گولڈ زیہر نے اس تصنیف کا خلاصہ پیش کیا تھا۔ کمیلا اڈنگ (Camilla Adang) نے کتاب کے مندرجہ جات کے بارے میں لکھا ہے:

> *"He managed to discuss the conflict between ahl al-Ra'y and ahl al-Hadith, dawlid Al- Zahiri's approach to the Quran and hadith, the difference between his hermeneutical principles and those of his predecessors; Ibn Hazm's attempts to apply these principles to dogmatics, and history of the madhhab from its founder, dawud, up to Al-Maqrizi."[6]*

گولڈ زیہر نے فقہ کے ابتدائی مکاتب اہل الرائے اور اہل الحدیث کی اختلافی آراء پر گفتگو کی ہے اس کے بعد امام داؤد ظاہری کی تفہیم قرآن و حدیث اور ان کے اور ان سے پہلے موجود آئمہ کے اصول تفسیر کے مابین فرق پر لکھا ہے علامہ ابن حزم نے امام داؤد ظاہری کے اصول کا اطلاق کیسے کیا اس کا تذکرہ کیا ہے اور ظاہری مذہب کی تاریخ امام داؤد سے علامہ مقریزی تک تحریر کی ہے۔

اہل رائے اور اہل الحدیث کی بحث میں پروفیسر گولڈ زیہر نے امام ابو حنیفہؒ کو رائے قیاس، تعلیل اور استحسان کے علمبردار کے طور پر پیش کیا ہے جبکہ امام شافعی کو ایسی شخصیت کے طور پر پیش کیا ہے کہ جو قیاس کے مقابلہ میں حدیث کی طرف سے شدید رجحان کے زیر اثر ابھرتی ہے اسی طرح فاضل مستشرق امام شافعیؒ کے بارے میں یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ رائے اور قیاس کے استعمال کو اصولوں اور ضابطوں میں مقید کرنے کی کوشش کرتے ہیں، فقہ اسلامی کے ابتدائی ارتقاء کی تصویر کشی کرنے کے لیے گولڈ زیہر نے بہت بعد کے ماخذ کا مطالعہ کیا ہے وہ کہیں پر بھی ابتدائی ماخذ کے حوالے دیتا دکھائی نہیں دیتا اس بات کا امکان ہے کہ اسے یہ ماخذ دستیاب نہ ہوں تاہم اس امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ بعد کے ماخذ کے مطالعہ سے پروفیسر گولڈ زیہر غیر شعوری طور پر سہی اس جانبدارانہ رجحان سے متاثر ہو گیا ہو گا جو امام ابو حنیفہؒ کے متعلق بعد کے دور میں بوجوہ پیدا ہو گیا تھا۔

فقہ اسلامی کے آغاز و ارتقاء اور اس کے مصادر سے بالواسطہ تعلق کی حامل گولڈ زیہر کی دوسری کتاب "Muhammedanisuche Studien" ہے جو دو جلدوں میں 1889-1890ء میں شائع ہوئی اس میں فاضل مستشرق نے فقہ اسلامی کے دوسرے مصدر حدیث کے ابتدائی ارتقاء کا تنقیدی مطالعہ کیا ہے اس حوالے سے اس کے نتائج تحقیق اغلاط و تسامحات کا شکار ہیں۔ جن کی نشاندہی اور تردید متعدد مسلمان محققین نے کی ہے۔

گولڈ زیہر کی تیسری اہم تصنیف وہ ہے جو ان خطبات پر مشتمل ہے جو اسلامی دینیات اور فقہ اسلامی کے عہد بہ عہد ارتقاء امریکہ پر جامعات میں پیش کیے جانے تھے لیکن خرابی صحت کی بناء پر فاضل محقق امریکہ نہ جا سکے اور یہ خطبات کتابی صورت میں "Vorlesungen uberden Islam" کے عنوان سے 1910ء میں شائع کر دیئے گئے اس کتاب کو گولڈ زیہر کے معاصر مستشرقین خاص طور پر نولڈ کے (Noldeke) اور اسنوک ہر گرونجے (Snouck Hurgronje) نے سراہا۔

فقہ اسلامی اور اس کے مصادر کے بارے میں گولڈ زیہر کی تحقیقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایڈورڈ سخائو، وان کریمر اور اسنوک ہر گرونجے کے مقابلے میں تاریخی و سوانحی ادب کی بجائے بہت ساری بنیادی کتب تک رسائی رکھتا تھا اس کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ فقہ اسلامی کے آغاز و ارتقاء میں قرآن و سنت کی نسبت رائے کا عمل دخل زیادہ رہا ہے۔ اسی طرح اس کے

بقول فقہ کا اصل آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا۔پروفیسر گولڈ زیہر کے نتائج تحقیق اور علمی خدمات کو عالم مغرب میں بہت زیادہ سراہا گیا۔

گو کہ فاضل مستشرق اپنی تحقیقات میں مستشرقانہ اغلاط (جن کا ارتکاب ایک غیر مسلم محقق سے ممکن ہے)اور علمی تسامحات (علمی یا تعبیر و بیان کی غلطی کی جو بہر حال ایک محقق سے سرزد ہو سکتی ہے) کا شکار رہا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی بہت سارے دیگر مستشرقین کی نسبت اس کے ہاں معروضیت اور حقیقت پسندی کا پہلو بھی موجود ہے۔پروفیسر گولڈ زیہر کی مذکورہ تیسری تصنیف جسے عربی میں ''العقيدة والشريعة فى الاسلام'' کے نام سے ترجمہ کیا گیا اس کے آغاز میں ڈاکٹر محمد یوسف موسی لکھتے ہیں

'' والكتاب دراسة تفصيلية للإسلام من جميع نواحيه:
من ناحية رسوله، والشريعة و نموّها، والعقيده والتطورها، والزهد والتصوف و نشأتهما والعوامل التى أثرت فيهما، والفرق الاسلامية المختلفة، ثم الحركات الأخيرة الاصلاحية فى رأى اصحابها وقد استند المؤلف فى كل قسم من أقسام الكتب، و كل بحث من بحوثه الى طائفة كبيرة من المراجع الاسلامية الموثوق بها و يسعفه عقله الألمعي و بصيرة النافذة و مع هذا، فقد انساق إلى اخطاء غير يسيرة، وبعوامل قد يكون منها أنه لم يستطيع أن ينفذ تما ما الى روح الإسلام و مبادئه واصوله [7]

یعنی یہ کتاب رسول اکرم ﷺ، عقیدہ اور شریعت کا نشو و نما اور عہد بہ عہد اس کا ارتقاء، زہد اور تصوف، مختلف اسلامی فرقے، مذہبی تحریکیں اور ان کے اسباب و علل، ان سب کا وسیع مطالعہ پیش کرتی ہے فاضل مصنف نے اس تصنیف میں انہیں مراجع کو استعمال کیا ہے جو اسلام کے معتبر مراجع و ماخذ ہیں اور ان مصادر و مراجع سے استفادہ میں مصنف کی غیر معمولی ذہانت اور گہری بصیرت اس کی معاون و مددگار رہی ہے اس تصنیف میں اغلاط بھی کم نہیں ہیں جس کی متعدد وجوہ ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مصنف غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اسلام کے مبادی و اصول اور اس کے اصل روح تک پہنچنے سے قاصر رہا۔

کرسٹین اسنوک ہرگرونجے (Christan Snouck Hurgronje)

وان کریمر، سخائو اور گولڈ زیہر کے بعد کرسٹین اسنوک ہرگرونجے وہ معروف مستشرق ہے جس نے اسلامی قانون کی ابتدائی تاریخ اور مصادر پر لکھا ہرگرونجے 8فروری 1857ء میں ہالینڈ میں پیدا ہوا اور 26جون1936ء میں فوت ہوا اس نے لائیڈن (Lieden) یونی ورسٹی سے تعلیم حاصل کی 1880ء میں اس نے یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اس کے تحقیقی مقالہ کا عنوان "Het Mekkaan sche feest (The Meccon festival)" تھا وہ متعدد سرکاری عہدوں پر فائز رہا خاص طور پر ہالینڈ کی کالونیوں سے متعلقہ وزارت کے مشیر کے طور پر کام کرتا رہا۔

لائیڈن میں ہرگرونجے کو ڈی غویہ (De Goeje)، گولڈ زیہر (GoldZiher) اور نولڈ کے (Noldeke) جیسے ممتاز مستشرقین سے استفادے کا بھی موقع ملا فاضل مستشرق ایک سال (1884-1885) عالم عرب (مکہ) میں رہا جہاں پر اس نے اسلام کے بارے میں براہ راست مسلمان علماء سے بہت کچھ سیکھا خاص طور پر اسلام کے نظام قانون کے بارے میں قاضیوں اور فقیہان کرام سے استفادہ کیا اس کے مسلمان ہو جانے کے بارے میں متضاد آراء موجود ہیں لیکن اس بات کے ٹھوس ثبوت بہر حال موجود نہیں ہیں کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

پروفیسر جان جسٹ وٹکم (Prof.Jan Just Witkan) اس کے بارے میں کہتا ہے کہ اس نے ڈچ (ہالینڈ کی زبان) میں موجود اسلامی ادب کو بہت متاثر کیا اسی طرح وہ اسلامی قانون کے بارے میں حلقۂ استشرق کی طرف سے کی گئی کوششوں کا حقیقی بانی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> *"Snouck hurgronge's influence on dutch Islamci studies can hardly be underestimated. He is a true pioneer in Islamic law."*[8]

ہر گرونجے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلا مستشرق ہے کہ جس نے اسلام میں فقہ کے مرکزی کردار کو سمجھا اسے اصول فقہ کے بہت سارے مخطوطات تک رسائی حاصل تھی خاص طور پر اس نے امام الحرمین الجوینی کی وَرَقات سے استفادہ کیا وہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کو اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ ذکر کرتا ہے:

> *"It became a fundamental dogma of Islam, that the Sunnah was the indispensable complention of the Quran, and that both together formed the source of Mohammedan law and doctrine"*[9]

مکہ سے واپسی پر ہر گرونجے نے دو جلدوں میں مکہ پر کتاب لکھی جس میں مکہ کے طرز حیات، عرف و روایات اور علمی سر گرمیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے دوسری جلد کا انگریزی ترجمہ جے ایچ موناھن نے کیا جسے برل (Brill) لائیڈن نے شائع کیا ہر گرونجے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا تصور اسی کا دیا ہوا ہے۔

ڈی ایس مارگولیتھ (David Samuel Margoliouth)

معروف مستشرق مارگولیتھ 17 اکتوبر 1858ء میں پیدا ہوا اور بیاسی سال کی عمر میں 23 مارچ 1940ء کو فوت ہوا بہت سارے عربی مخطوطات کو ایڈٹ کر کے شائع کرنے کے میدان میں مارگولیتھ کی کاوشیں بلاشہ لائق تحسین ہیں لیکن اسلام اور متعلقات اسلام کے بارے میں فاضل مستشرق کی تحقیقات میں تعصب کا رنگ کسی قدر غالب دکھائی دیتا ہے۔ وہ 1889ء سے 1937ء تک آکسفورڈ یونی ورسٹی سے بطور پروفیسر منسلک رہا 1899ء میں اس نے تفسیر بیضاوی کے ایک حصہ کو انگریزی زبان میں منتقل کیا اسی طرح اس کا ایک کارنامہ یاقوت الحموی کی معروف تصنیف "معجم الادباء" کو ایڈٹ کر کے شائع کرنا ہے 1920ء میں مارگولیتھ نے ابن مسکویہ کی "تجارب الامم" کے ایک حصہ کو انگریزی میں منتقل کیا۔[10]

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں متعدد مقالہ جات مارگولیتھ کے تحریر کردہ ہیں فقہ اسلامی کے بارے میں فاضل مستشرق نے مصادر کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہ کی ابتدائی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش کی ہے 1913ء میں اسلام کے بارے میں اس نے جو خطبات دیئے وہ "اسلام کی نشاۃ اولی" "The Early development of Muhammedonism" کے عنوان سے شائع ہوئے مارگولیتھ کو امام شافعیؒ کی عظیم تصنیف "الام" میسر آگئی تھی اس لیے ماقبل کے کئی مستشرقین کی نسبت اس نے فقہ اسلامی کے بارے میں بہت ساری نئی تفصیلات ذکر کی ہیں۔

ہنری لیمنز (Henri Lammens)

مستشرق لیمنز بلجیم میں 1862ء میں پیدا ہوا اور بعد میں مستقل طور پر لبنان منتقل ہو گیا عربی زبان سیکھنے پر اس نے خصوصی توجہ دی بنو امیہ اور عرب ماقبل اسلام پر فاضل مستشرق کی تحقیق تحریروں نے مغرب کے علمی حلقوں کو متاثر کیا 1937ء میں لیمنز فوت ہوا۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے ابتدائی ایڈیشن کے لیے لیمنز نے متعدد مضامین تحریر کیے فقہ اسلامی یا

قانون اسلامی کے بارے میں بھی لیمنز نے لکھا لیکن اسلامی قانون کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا تاہم اپنی عمومی اور خصوصی تحقیقات میں بعض ایسے سوالات سے بحث کی ہے جو ضمناً اسلامی قانون کی تاریخ سے متعلقہ کہے جا سکتے ہیں۔

ڈنکن بلیک میکڈونلڈ(Duncan Black Macdonald)

اسلام کی قانونی تفکیر کو موضوع تحقیق بنانے والے مستشرقین میں ڈنکن بلیک میکڈونلڈ بھی شامل ہے جو گلاسگو (اسکاٹ لینڈ) میں 19 اپریل1863ء میں پیدا ہوا اس نے آرٹس کی ڈگری 1885ء میں گلاسگو یونی ورسٹی سے حاصل کی 1892ء میں میکڈونلڈ ہارٹ فورڈ تھیالوجیکل سیمی نری میں سامی زبانوں کا استاد مقرر ہوا فاضل مستشرق کو قاہرہ اور بیروت میں بھی رہنے کا موقع ملا 1943ء میں ڈنکن بلیک میکڈونلڈ فوت ہو گیا۔

اسلام سے متعلقہ میکڈونلڈ کی تین معروف تصانیف ہیں۔

- *The development of Muslim theology, jurisprudence and Constitutional theory (1903)*
- *Religious attitude and life in Islam (1909)*
- *Aspects of Islam (1911)*

اسی طرح فاضل محقق نے بہت سارے تحقیقی مقالات بھی تحریر کیے خاص طور پر دائرہ معارف اسلامیہ میں اَسّی (Eighty) کے قریب مضامین اس کے لکھے ہوئے ہیں فقہ اسلامی سے متعلقہ ابحاث کی حامل اس کی مذکورہ پہلی کتاب ہے جس کے ابتدائی دو ابواب میں قانون اسلامی کے ارتقاء کا تذکرہ کیا گیا ہے [11] میکڈونلڈ نے ابتداء سے اپنے دور تک کے طویل دور کو موضوع بنایا ہے اور اس پورے دور میں وہ اسلامی قانون کے ارتقاء کا عمومی خاکہ کھینچنے کی کوشش کرتا ہے اس کی یہ کاوش عالم مغرب میں اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے ابتدائی مفروضات کی فراہمی کی حد تک ہو سکتا ہے مد و معاون ثابت ہو کیونکہ جہاں تک شہادتوں کی فراہمی یا ماخذ کی متعین نشاندہی کا تعلق ہے فاضل مستشرق نے اسے بالکل نظر انداز کیا ہے۔

سر ہملٹن گب(Hamiltion Alexander Rosskeen Gibb)

علمائے استشرق میں ایک اہم نام ہملٹن گب کا ہے جو 2 جنوری 1885ء کو اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوا لیکن اس نے تعلیم اسکاٹ لینڈ میں ایڈنبرا کے رائل ہائی سکول اور ایڈنبرا یونی ورسٹی میں پائی۔

اس کا خاص میدان سامی (Semitic) زبانیں تھا پہلی جنگ عظیم میں گب نے فرانس اور اٹلی میں برطانوی فوج کی طرف سے حصہ لیا جنگ کے بعد تعلیمی سلسلہ کو پھر شروع کیا 1922ء میں گب نے سکول آف اوری اینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (لندن یونی ورسٹی) میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی 1926ء میں فاضل مستشرق نے مشرق وسطی کا سفر کیا اور وہاں رہ کر جدید عربی ادب کا مطالعہ کرتا رہا واپس آ کر 1930ء میں لندن یونی ورسٹی میں شعبہ عربی کا سربراہ بن گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دائرہ معارف اسلامیہ (Encylopedia of Islam) کا مدیر بھی مقرر ہوا اور 1956ء تک وہ اس موسوعہ کی تالیف میں شریک رہا اور دائرہ معارف اسلامیہ میں گب کے بہت سے مضامین شامل ہیں مستشرق نے آکسفورڈ اور ہارورڈ کی جامعات میں بھی خدمات سرانجام دیں 1971ء میں وہ فوت ہوا۔

پروفیسر گب نے متعدد کتب تصنیف کیں اسی طرح کی مقالات اور کتابوں پر تبصرے بھی تحریر کیے ذیل میں گب کی چند تصانیف ذکر کی جاتی ہیں۔

- *The Arab conquests in central Asia (1923)*
- *Arabic literature (1927)*
- *The Damascus chronicle of the crusades (1932)*
- *Whiter Islam? (1933)*
- *Modern trends in Islam (1947)*
- *Mohammedanism:An historical survey (1949)*
- *Shorter encyclopaedia of Islam (1957)(By H.R.Gibb & J.H. Kramers)*
- *Travels of Ibn Battuta (1962)*
- *The life of Saladin (1973)*

پروفیسر گب نے محمڈن ازم (Mohammedanism) میں اسلامی قانون اور اس کے مصادر کے حوالہ سے گفتگو کی ہے مجموعی طور پر گب روایتی استشراقی زاویۂ نگاہ سے متاثر دکھائی دیتا ہے وہ بھی دیگر مستشرقین کی طرح فقہ اسلامی کے بنیادی مصدر قرآن کریم کو نبی کریم ﷺ کی تصنیف قرار دیتا ہے اسی طرح وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی قدر کے بارے میں موجود حقائق کا انکار کرتا ہے۔ قرآن وسنت کے علاوہ گب نے بعض دیگر مصادر فقہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح اس نے فقہی مذاہب کا تذکرہ بھی کیا اس کی تصنیف میں بہت ساری تسامحات اور واضح اغلاط کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر معروضیت کے آثار بھی موجود ہیں فقہی مذاہب کے بارے میں وہ لکھتا ہے :

> *"All of them in practice recognized the same sources: Koran, Sunna, Ijma, and some form of analogical reasoning; and all recognized each other's systems as equally orthodox. Thus they are not to be distinguised as different 'Sect" of Sunni Islam, but merely as distinct Schools, or in the Arabic expression 'ways' (Madhahib, Sing. Madhab)."* [12]

پروفیسر گب برجسٹراسر جیسے مستشرقین سے متاثر تھا اور اس کی تحقیقات نے بعد والے مستشرقین کو متاثر کیا۔

برجسٹراسر (Gotthelf Bergstrasser)

فقہ اسلامی کے آغاز وارتقاء کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنانے والے علمائے استشراق میں برجسٹراسر بھی شامل ہے جو 5 اپریل 1886ء میں پیدا ہوا بنیادی طور پر وہ جرمن عالم تھا جس کا علمی میدان زبان (خاص طور پر سامی زبانیں) اور اس سے متعلقہ مباحث کا مطالعہ و تحقیق تھا عربی زبان کی وجہ سے اس نے اسلام کے مطالعہ میں دلچسپی لی اور اسلامی فقہ کے آغاز وارتقاء پر لکھا۔ فاضل محقق نے امام مالکؒ کی عظیم تصنیف مؤطا کو بنیادی ماخذ بنایا جو بلا شبہ فقہی میدان میں بنیادی ماخذ و مصدر ہے۔ برجسٹراسر مؤطا کو مدینہ کی تاریخ کا اہم مصدر قرار دیتا ہے وہ مدینہ کے عرفی قانون کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور اسے بہت سارے

اجنبی عوامل و عناصر سے متاثر بھی قرار دیتا ہے فاضل مستشرق اپنے سے پہلے اور معاصر مستشرقین کے فقہ اسلامی سے متعلقہ نتائج تحقیق کو تسلیم کرتا دکھائی دیتا ہے۔

جوزف شاخت (Joseph Schacht)

حلقۂ استشراق میں فقہ اسلامی کے ابتدائی دور اور فقہ کے نشو وارتقاء پر سند تسلیم کی جانے والی شخصیت جوزف شاخت کی ہے فاضل مستشرق 15 مارچ 1902ء میں جرمنی میں پیدا ہوا اس کا والد ایڈورڈ (Eduard Schacht) رومن کیتھولک تھا اور گونگے و بہرے بچوں کے استاد کے طور پر خدمات سر انجام دیتا رہا شاخت نے برسلائو (Breslau) اور لائپزگ (Leipzig) کی جامعات میں تعلیم پائی برسلائو سے اس نے ڈی فل (D.Phil) کی ڈگری 1923ء میں حاصل کی 1952ء میں جامعہ آکسفورڈ سے ڈی لٹ (D.Litt) کی ڈگری حاصل کی 1929ء میں 27 سال کی عمر میں شاخت مشرقی زبانوں کے پروفیسر بنائے گئے جو اس وقت ایک بڑا اعزاز تھا جرمنی میں اس وقت یہ اعزاز کسی کو حاصل نہیں تھا۔ شاخت نے مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے کئی سفر کیے جامعہ مصریہ میں تدریس کی ذمہ داری بھی سر انجام دی 1946ء میں جامعہ آکسفورڈ میں بطور استاد اس کا تقرر ہوا پروفیسر شاخت بہت ساری علمی و ادبی تنظیموں کے رکن بھی رہے 1954ء میں فاضل محقق آکسفورڈ سے لائیڈن چلا گیا جہاں پر اسے اسنوک ہرگرونجے کی سرپرستی ملی لائیڈن میں کچھ عرصہ قیام کے بعد شاخت کولمبیا یونی ورسٹی چلا گیا، یکم اگست 1969ء کو نیو جرسی امریکہ میں پروفیسر جوزف شاخت فوت ہوا فقہ اسلامی یعنی اسلامی قانون کی ابتداء، ترقی، اس کی اثر پذیری اور اثر اندازی شاخت کا خاص موضوع رہا اور یہی اس کی شہرت کا بھی باعث بنا۔ اسلامی قانون پر فلسفیانہ اور محققانہ مباحث جو پروفیسر شاخت کی تحریروں میں موجود ہیں وہ کسی اور مستشرق کے ہاں نہیں ملتیں شاخت کو پروفیسر برجسٹراسر (Bergstrasser) سے بھی استفادہ کرنے کا موقع ملا لیکن فقہ اسلامی کے بارے میں تحقیقات کا آغاز یا اپنی تحقیق میں شاخت مستشرق برجسٹراسر کی طرح مؤطا امام مالک کو بنیاد نہیں بناتا بلکہ امام شافعیؒ کی تحریر و تحقیق کو بنیاد بناتا ہے جو کہ دوسری صدی ہجری کے آخری حصہ کا فقہی مواد ہے۔

پروفیسر شاخت کی علمی تحقیقات پر بعض دیگر مستشرقین کے اثرات موجود ہیں اپنی تصنیف "فقہ اسلامی کا آغاز و ارتقاء" میں اس نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس کا علمی کام دیگر اہل علم کے اثرات سے خالی نہیں ہے ان اہل علم میں ایک نام ڈی ایس مارگولیتھ کا ہے جس کے بارے میں شاخت لکھتا ہے:

> *"Was the first and foremost among my predecessors to make more than perfunctory use of the then recently printed work of Shafi, i."* 13

شاخت نے پروفیسر برجسٹراسر سے بھی (جیسا کہ ما قبل ذکر کیا گیا ہے) علمی استفادہ کیا اس حوالہ سے شاخت لکھتا ہے:

> *......"Who guided my first steps in Muhammadan jurisprudence"*14

پروفیسر شاخت ہرگرونجے سے بھی متاثر ہوا اسی طرح ایک اہم مستشرق پروفیسر گولڈزیہر ہے جس نے فاضل مستشرق کو بہت زیادہ متاثر کیا اہل علم میں یہ بات معروف ہے کہ اسلامی قانون کے بارے میں جس نقطۂ نظر سے سوچنے کی ابتداء گولڈزیہر نے کی اور اس کے نتیجے میں مغرب میں جس طرز فکر نے وجود پایا شاخت اس کا سب سے بڑا نمائندہ اور شارح

ہے، اس نے نہ صرف گولڈ زیہر کی تائید و توثیق کی بلکہ اس کے خیالات اور فکر کو بنیاد بنا کر ایک پوری عمارت تعمیر کر دی شاخت گولڈ زیہر کی طرح قرآن مجید کو اسلامی قانون کا براہ راست ماخذ تسلیم نہیں کرتا اسی طرح وہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ قانون اسلامی کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا جب فقہی مذاہب منصہ شہود پر نمودار ہوئے۔ قرآن مجید کی طرح فاضل مستشرق حدیث کو بھی فقہ اسلامی کا بنیادی مصدر تسلیم نہیں کرتا۔

پروفیسر جوزف شاخت نے اسلامی قانون کے بارے میں بہت ساری تحریریں رقم کیں لیکن اس کی فکر و تحقیق کا نچوڑ اس کی تصنیف "فقہ اسلامی کا آغاز و ارتقاء "The origins of muhammadan jurisprudence" اور پھر قدرے اسی کا اختصار دوسری تصنیف "فقہ اسلامی کا تعارف" "An introduction to Islamic law" ہے مذکورہ پہلی تصنیف سب سے پہلے 1950ء میں برطانیہ میں طبع ہوئی اور بعد میں اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے پروفیسر شاخت کی اس کتاب کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی یہ کتاب فقہ اسلامی کی تشکیل و تدوین کا تحقیقی مطالعہ ہے فاضل مستشرق نے اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلا حصہ قانونی نظریہ کے ارتقاء اور اس میں امام شافعیؒ کے کردار کو بیان کرتا ہے، دوسرا حصہ فقہی و احکامی روایات کے ارتقاء سے متعلق ہے، تیسرے حصہ میں قانونی مذاہب کی پیدائش کو موضوع تحقیق بنایا گیا ہے جبکہ چوتھا حصہ قانون کے تکنیکی افکار کے ارتقاء پر مشتمل ہے کتابیات اور اختصارات کی توضیح کے ساتھ کتاب کے آخر میں ایک اشاریہ بھی موجود ہے پروفیسر شاخت نے یہ کتاب لکھ کر قانون اسلامی کو عالم مغرب میں متعارف کروایا۔ اس نے اسلامی قانون سے متعلقہ بکھرے ہوئے مواد کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ شاخت نے متعدد مباحث میں معروضیت کا لحاظ نہیں رکھا مصادر ہائے فقہ اسلامی سے جڑی مسلمات کا انکار واضح طور پر اس کی تصنیف میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے

حلقۂ استشراق میں شاخت کی تصنیف فقہ اسلامی کا آغاز و ارتقاء نے پہلی اشاعت کے ساتھ ہی بڑی شہرت پائی معروف مستشرق میک دیسی (Makdisi) نے اسے بنیادی نوعیت کا کام قرار دیا وہ اسے گولڈ زیہر کی "ظاہریہ" پر لکھی گئی کتاب کے نتائج تحقیق کی تائید کرتی کتاب قرار دیتا ہے جو کہ "ظاہریہ" سے بڑھ کر مزید نئی مباحث کی حامل ہے وہ لکھتا ہے:

> *"Is a working no less fundamental than that of Goldziher (The Zahiris), confirming it and going beyond it to do what Goldziher had hoped would done once Shafi'is work (risalah) was found and published."*[15]

مستشرقین کے ایک بڑے طبقے نے پروفیسر جوزف شاخت کی تصنیف کو داد تحسین سے نوازا پروفیسر اینڈرسن نے کتاب پر تصبرہ کرتے ہوئے لکھا:

> *"A new landmark.....the validity of his main contentions appear inescapable."*[16]

مستشرق آرتھر جیفری نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

> *......"Meticulous in detail, sober in judgement, and clear in exposition."*[17]

الفرڈ گلیوم (Alfred Guillaume) پروفیسر شاخت کی کتاب کے بارے میں لکھتا ہے:

"Dr. Schacht makes a contribution of the highest importance to our knowledge both of the development of muhammedan jurisprudence and of the evolution and manufacture of traditions." [18]

پروفیسر فٹیز جیر الڈ نے بھی شاخت کی تصنیف پر تبصرہ کیا وہ لکھتا ہے:

"His conclusions always merit respectful attention, and they will we believe, command general, though perhaps not unqualified, acceptance."[19]

پروفیسر جوزف شاخت کی دوسری تصنیف "فقہ اسلامی کا تعارف" دو حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ اسلامی قانون کے ارتقاء کی تفصیلات کا حامل ہے جبکہ دوسرے حصہ میں فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ، عمومی تصورات، افراد، جائیداد و ملکیت، معاہدات سے متعلقہ عام قانونی امور اور خاص طور پر خاندان، وراثت، تعزیرات فوجداری سے متعلقہ امور اور اسی طرح اسلامی قانون کی نیچر کو بیان کیا گیا ہے مذکورہ پہلی تصنیف کے بعد شاخت نے قانون اسلامی سے متعلق اپنی تحقیقات کو جاری رکھا وہ دوسری کتاب کے بارے میں کہتا ہے:

"The result of continuous work on the subject over a number of years." [20]

دوسری تصنیف جیسا کہ ما قبل ذکر کیا گیا ہے کہ پہلی تصنیف کا قدرے اختصار ہے لیکن بہت سارے نئے امور کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

پروفیسر شاخت کی تصانیف:

پروفیسر جوزف شاخت نے متعدد کتب اور بہت سارے علمی مقالات تحریر کیے ہیں جن کا احصاء ایک مشکل کام ہے پاکستانی عالم اور محقق محمد طفیل نے اپنے ایک وقیع مقالہ میں شاخت کی کتب کا تذکرہ کیا ہے جو ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) تحقیق کتاب الحیل والمخارج للخصاف (۲) تحقیق کتاب الحیل فی الفقہ للقزوینی، اس کتاب کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ (۳) تحقیق کتاب المخارج فی الحیل للشیبانی، اس کتاب پر حواشی بھی لکھے۔ (۴) طحاوی کی کتاب الشروط سے اذکار الحقوق اور کتاب الشفعہ شائع کیں۔ (۵) استانبول اور قاہرہ کے کتب خانوں کی فہرستیں تین جلدوں میں تیار کیں۔ (۶) دین اسلام کے نام سے منتخب مقالات شائع کیے اور ان کا جرمن میں ترجمہ کیا۔ (۷) الرسالۃ الکاملیۃ لا بن نفیس کو تحقیق کے بعد جرمن ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ (۸) الرسالۃ الکاملیۃ لا بن نفیس کو تحقیق کے بعد جرمن ترجمہ کے ساتھ طبع کرایا۔ (۹) ابن بطلان کے خمس (پانچ) رسائل کی تحقیق اور انگریزی کے ساتھ پیش کیے (۱۰) اسلامی احکام کی حنفی طریقہ پر تبویب کی۔ (۱۱) فقہ کا ارتقاء (The origins of Muhammadan jurisprudence) کے نام سے انگریزی زبان میں کتاب لکھی۔ (۱۲) ماتریدی کی کتاب التوحید تحقیق کے ساتھ طبع کی (۱۳) اسلامی قانون کا تعارف (An introduction to Islamic law) یہ کتاب انگریزی زبان میں لکھی، مذکورہ بالا کتابوں کے ساتھ جوزف شاخت نے دائرہ معارف اسلامیہ، دائرہ معارف علوم اجتماعیہ اور تاریخ فقہ اسلامی میں اسلام کے بارہ میں بہت سے مقالے تحریر فرمائے، مزید براں شاخت نے دنیا کے قریباً تمام معروف علمی رسائل میں مضامین لکھے، ان کے مضامین اسلامی اور مغربی ممالک کے رسائل میں طبع ہوئے اور بڑی دلچسپی سے پڑھے گئے۔[21]

اینڈرسن (Norman Dalrymple Anderson)

مستشرق اینڈرسن 29 ستمبر 1908ء برطانیہ میں پیدا ہوا اور وہیں پر ابتدائی تعلیم پائی 1391ء میں اس نے قانون کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد فاضل مستشرق مصر چلا گیا جہاں پر اس نے قاہرہ میں موجود امریکن یونی ورسٹی میں عربی سیکھی آٹھ سال مصر میں رہنے کے بعد وہ واپس برطانیہ آ گیا 1954ء میں اس کا تقرر بطور "پروفیسر آف اوری اینٹل لاز "یونی ورسٹی آف لندن میں ہوا۔ 1994ء میں اینڈرسن فوت ہوا۔

پروفیسر اینڈرسن نے بھی اسلامی قانون کے بارے میں لکھا لیکن آغاز وارتقاء کا تفصیلی تذکرہ کرنے کی بجائے اس نے اپنے معاصر عالم اسلام میں قانون اور اس کے اطلاق سے متعلقہ امور کو موضوع تحقیق بنایا اور ضمنی طور پر فقہ اسلام کی ابتداء اور ارتقاء کے بارے میں اپنی آراء پیش کی ہیں کہ جن میں وہ زیادہ تر جوزف شاخت اور روایتی استشراقی فکر سے ہی متاثر دکھائی دیتا ہے مثلاً اجتہاد کے بارے میں شاخت کا نقطۂ نظر ہے کہ اس کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے اینڈرسن بھی شاخت ہی کے نقطۂ نظر کی تائید کرتا ہے۔

اسلامی قانون سے متعلقہ اینڈرسن کی چند معروف تصانیف یہ ہیں :

- *Islamic law in Africa (1954)*
- *Islamic law in the modern world (1959)*
- *Family law in Asia and Africa (1968)*

این جے کولسن (Noel James coulson)

حلقۂ استشراق میں قانون اسلامی کو موضوع تحقیق بنانے والے اہل علم میں اہم نام این جے کولسن کا ہے جو 18 اگست 1928ء کو برطانیہ میں پیدا ہوا آکسفورڈ میں اس نے اسلام قانون کی تعلیم پائی اور 1954ء میں وہ لندن سکول آف اوری اینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (Soas) میں قانون اسلامی کا استاد مقرر ہوا ایک سال کولسن نے نائجیریا میں بھی گزارا وہاں سے واپسی پر اس نے پھر (Soas) میں ذمہ داریاں سنبھالیں اسلامی قانون پر کولسن نے کتابیں تحریر کیں اس کے علاوہ متعدد عالمی مقالات بھی لکھے اس نے مندرجہ ذیل کتب لکھیں :

- *A history of Islamic law (1964)*
- *Conficts and tensions in Islamic jurisprudence (1969)*
- *Succession in the muslim family (1971)*

کولسن کو معتدل محقق کے طور پر جانا جاتا ہے اس نے اسلامی قانون کا مطالعہ ایک زندہ قانونی نظام کے طور پر کیا ہے اور اپنی تحقیق میں متعدد مقامات پر اس نے روایتی استشراقی زاویۂ نگاہ سے واضح انحراف کیا ہے۔

کولسن کی مذکورہ پہلی تصنیف قانون اسلامی کی تاریخ کا ایک مرتب خلاصہ ہے۔ معروضیت کی کئی مثالوں کے باوجود فاضل مستشرق کی کتاب میں مخصوص استشراقی سوچ کے رنگ بھی در آئے ہیں مثلاً قرآن مجید کے بارے میں کولسن کی رائے ہے کہ اس کتاب مبین نے شریعت کے معیار اور قواعد کے مطابق اپنی زندگی اور سرگرمیوں کو ڈھالنے والے مسلمانوں کے لیے متعین اور براہ راست قانون سازی کا نمونہ پیش نہیں کیا ہے وہ لکھتا ہے :

> *"For those who were pledged to conduct their lives in accordance with the will of god the Quran itself did not provide a simple and straightforward code of law."* [22]

نوبل جے کولسن کے اس بیان سے حیرت ہوتی ہے آخر وہ مدونات اور مجموعے کہاں سے آگئے ہیں جن کے صفحات خود احکامی آیات اور قرآن مجید کی تشریعی دلالتوں کے موضوع بے شمار ہیں۔

پروفیسر کولسن فقہ اسلامی کے دوسرے بنیادی مصدر حدیث کے بارے میں مستشرق جوزف شاخت کے نقطۂ نظر کو عمومی طور پر درست تسلیم کرنے کے باوجود اس کی اس بات کو ماننے سے انکار کرتا ہے کہ فقہی یا قانونی مواد کی حامل ہر حدیث کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف لازمی طور پر غلط ہی تصور کی جائے کولسن کا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے منسوب قانونی مواد کی حامل ہر حدیث کو عارضی طور پر اس وقت تک قبول کر لیا جائے جب تک کہ شہادتوں سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو پروفیسر کولسن کا یہ نقطۂ نظر پروفیسر شاخت کے موقف سے اصولی طور پر مختلف ہے اس لیے کہ شاخت کا بنیادی مؤقف یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے منسوب قانونی مواد کی حامل ہر حدیث کو غلط اور زمانہ مابعد کی پیداوار تصور کیا جائے الا یہ کہ شہادتوں سے اس کے برخلاف ثابت ہو۔

فقہ اسلامی کے مطالعہ میں پروفیسر نوبل جسے کولسن کے طریقہ کار کی بنیاد اس نظریہ کی حامل ہے کہ قانونی نظام کے اعتبار سے اسلامی فقہ اپنی تنقیدی طاقت اس بات سے حاصل کرتی ہے کہ وہ ارادۂ خداوندی کی تعبیر ہے کیونکہ اسلام میں ایمان ایسے قواعد اور ضوابط کا مجموعہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وحی کردہ ہیں اور جس کا انکار دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔

پروفیسر کولسن نے "ہسٹری آف اسلامک لاء" کے ابتدائی حصہ میں شرعی قانون کی تاریخی اصل کی وضاحت کی کوشش کی ہے لیکن وہ اس میدان میں موجود معلومات میں اضافہ کرتا دکھائی نہیں دیتا اس نے مغربی اہل علم کی اس میدان میں کی گئی کاوشوں کی تذکیر پر اکتفا کیا ہے تاہم اہمیت کی بات یہ ہے کہ اسلامی قانون کی اصل اور اس کے آغاز کے بارے میں کولسن نے مزید تحقیق و تفتیش کی ضرورت کر برملا اظہار کیا ہے۔

وائل حلّاق (Wael B. Hallaq)

معاصر مستشرق وائل بی حلّاق 1955ء میں پیدا ہوا اس وقت وہ کولمبیا یونی ورسٹی میں خدمات سرانجام دے رہا ہے اس نے یونی ورسٹی آف واشنگٹن سے پی ایچ ڈی کی اور اس کے بعد میگ گل یونی ورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں 1985ء میں قانون اسلامی کے اسٹنٹ پروفیسر کے طور پر اس کا تقرر ہوا 2005ء میں وہ اسلامی قانون کا پروفیسر بنا فقہ اسلامی کے آغاز اور ارتقاء اور اس کے مصادر پر حلّاق نے متعدد تصانیف اور مقالات تحریر کیے جنہیں مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا اس کی چند اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

- *An introduction to Islamic law*
- *The origin and evolution of Islamic law*
- *A history of Islamic legal theories an introduction to sunni usul Al-Fiqh*

- *Sharia: theory, practice, transfromations*
- *Authority, continuity, and change in Islamic law*

پروفیسر حلّاق اسلامی قانون اور اس کے آغاز وارتقاء کو جدید قانونی نظام کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کرتا ہے وہ ابتدائی دور میں جدید عدالتی نظام اور قانونی ادارے تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ قانون اسلامی کے مطالعہ اور تحقیق کے لیے اسلام کے فلسفہ قانون اور نظام قانون کو مدنظر رکھنا چاہیے اسلامی نظام قانون اصول اور ظاہری ہیئت کے اعتبار سے مغربی نظام قانون سے واضح طور پر مختلف ہے۔ اس لیے اسے مغربی قانون کی روشنی میں جانچنا یا پرکھنا درست نتائج تک نہیں پہنچا سکتا۔

فاضل مستشرق کی مذکورہ پہلی تصنیف اسلامی قانون کے تعارف پر مشتمل ہے اس کے دس ابواب ہیں، ابتدائی حصہ میں قانون اسلامی کے آغاز وارتقاء کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس نے کسی بھی بنیادی مصدر کا حوالہ نہیں دیا ہے جس سے فاضل محقق کی علمی سطحیت کا پتہ چلتا ہے پروفیسر حلّاق کی دوسری تصنیف اسلامی قانون کے آغاز وارتقاء پر تفصیلی کتاب ہے اور اسے حلقۂ استشراق میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی یہ تصنیف بہت ساری بنیادی تسامحات کی حامل ہے۔ معاصر مسلمان عالم ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے اس کتاب پر تبصرہ لکھا ہے ان کے مطابق اس تصنیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مستشرق اسلامی قانون اور اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہا ہے اسی طرح اسلامی قانون کی بہت ساری بنیادی اصطلاحات اور قانون کے اصول و قواعد کی توضیحات سے پتہ چلتا ہے کہ پروفیسر حلّاق نے ان کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> *"The book's argument displays, systematically and consistently, ignorance of general notions of what Islamic law is for, how it relates to Quran and Sunna, and how it serves a self-consiously Islamic society, combined with the ignorance of the specific (i.e. proper) meaning of particular legal terms, maxims, rulings etc."* [23]

مستشرق حلّاق اپنی تصنیف میں دو مصادر پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے ایک وکیع کی اخبار القضاۃ اور دوسری کندی کی اخبار قضاۃ مصر، وہ حدیث فقہ اور رجال کی بنیادی کتابوں کا کوئی حوالہ نہیں دیتا ڈاکٹر ندوی پروفیسر حلّاق کی تصنیف کو منتشر اور پراگندہ معلومات کا مجموعہ قرار دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

> *"The book's thesis is not built from ideas suggested by years of immersion in the and secondary materials in the field. It is not drawn from those materials as a hole, but shakily propped up on disjunct snippets of information without pegaris for meaning or context. Hallaq handles the material with a carelessness that, to this reader, seemed insulting."* [24]

پروفیسر حلّاق فقہ اسلامی کے آغاز اور اس کے مصادر کے بارے میں روایتی استشراق نقطۂ نظر سے بھی متاثر دکھائی دیتا ہے اس کے مطابق آغاز اسلام میں سنت نبوی کو کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی اسلام اور قانون اسلام میں اس کو اہمیت و مقام بہت بعد میں ملا اسی طرح وہ یہ بھی کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے چلے جانے کے بعد بڑا عرصہ تک اسلامی قانون کا کوئی وجود نہیں تھا۔ فاضل مستشرق کے یہ مفروضات حقیقت سے لگا نہیں کھاتے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں آپ ﷺ

کی سنت کو اختیار کیا گیا اور آپ نے وصال سے قبل دو چیزیں چھوڑے جانے کا تذکرہ کیا اور انہیں پکڑے رکھنے اور ان سے چمٹے رہنے کی تلقین فرمائی اور وہ دو چیزیں قرآن عظیم اور رسول اکرم ﷺ کی سنت ہیں اسی طرح اسلامی قانون کا آغاز اور اس کی ابتدائی تنفیذ خود رسول اکرم ﷺ نے فرمائی اور قانون کا پورا عملی ڈھانچہ آپ دے کر گئے۔

حاصل بحث

مستشرقین نے دیگر میادین اسلامیہ کی طرح فقہ اسلامی کے بارے میں بھی وسیع ذخیرہ تصنیف و تالیف کیا ہے۔ انکی مساعی کے نتیجے میں بہت سارا فقہی مواد محفوظ اور منتقل ہوا۔اس مقالہ میں زمانی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً ان تمام اہم کاموں اور علمی خدمات کا ذکر کیا کر دیا گیا ہے جو اسلامی قانون کی اساسیات اور اس کی ابتدائی تاریخ کے میدان میں حلقہ استشراق کی جانب سے کی گئیں۔ عدل کا تقاضا ہے کہ استشراقی تحقیقات کے مثبت پہلو کی تحسین کی جائے لیکن مجموعی طور پر فقہ اسلامی کے آغاز و ارتقاء اور مصادر فقہ کے بارے میں استشراقی تحقیقات کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ کہ حلقہ استشراق مصادر فقہ بارے بھی اپنے روایتی مجموعی تاثر کے تابع دکھائی دیتا ہے۔ جو اسلام کے خلاف تعصب پر مبنی ہے۔ مصادر فقہ اسلامی بارے مستشرقین کی تحقیقات علمی و فکری اغلاط اور تسامحات سے مملو دکھائی دیتی ہیں۔ اور انکے مطالعہ سے فقہ و مصادر فقہ کی جو صورت وجود پاتی ہے وہ اس سے بڑی حد تک مختلف ہے جو مسلمان اہل علم کی تحقیقات کے مطالعہ سے سامنے آتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مستشرقین کی فقہ و مصادر فقہ اسلامی بارے کی گئی تحقیقات کا (ہر مستشرق کی تحقیق و حاصلات کا مستقل یا کسی خاص دور کا انتخاب کر کے) تنقید ی جائزہ لیا جائے۔ اور اغلاط و تسامحات کی نشاندہی کی جائے تاکہ حقائق مسخ نہ ہو سکیں۔اور اسلام کی قانونی جہت یعنی فقہ کی اہمیت، امتیازی حیثیت اور عصری معنویت اپنی اصل روح کے ساتھ سامنے آسکے۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات (References)

[1]ابوالحسن علی ندوی، سید،اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین، کراچی، مجلس نشریات اسلام ۱۹۹۲ء، ص: ۱۱

[2]یحیٰ مراد، معجم اسماء المستشرقین، بیروت، دارالہادی: ۱۹۹۵، ص ۱۱۸۔۱۱۹

[3]ایضًا، ص: ۱۱۹

[4]حوالہ بالا۔

[5] Von Kremer, The Orient under the Caliphs (Translation of cultugeschichte des orients) Culcutta, university of Culcutta, 1920, p. Vii

[6] Goldziher, Ignaz, The Zahiris, (Tranlatedand edited by wolfgang behn) leiden, brill, 2008, p. Xxi.

[7] جولد تسهير، اجناس، العقيدة والشريعة فى الإسلام، مصر، دارالكتب الحديثة، ۱۹۵۹، ص: ۵

[8] Jan Just witkan, orientalist studies in the netherland retrieved june 15, 2013,from.http://www.islamicmanuscripts.info.html

[9] Snouck Hurgronje, Muhammedanism, New York, G.p.putnum's sons, 1916, p. 68

[10] نجيب العقيقى،المستشرقون، القاهرة، دارالمعارف، ۲۰۰۴، ۷۷، ۷۸

[11] Macdonald, Duncan Black, development of Muslim theology, jursprudence, and constitutional theory, New York, charles scribner's sons, 1903.

[12] Gibb, H.A.R, Mohammedanism, New York, oxford university press, 1972, p.70

[13] Schacht, Joseph, the origins of Muhammadan jurisprudence, oxford. clarendon press, 1959, preface.

[14] Ibid

[15] Makdisi, George, the juridical theology of Shafi,i: Origins and significance of usul Al-Fiqh, Studia Islamica 59(1984) p.12

[16] Anderson, J.N.D, review of the origins of Muhammadan jurisprudence, by Joseph schacht, in die welt des Islams 2 (1953) p.136.

[17] Arthur Jeffery, review of the origins of Muhammadan jurisprudence, by Joseph schacht, in middle east journal 5(1951), p. 393.

[18] Guillaume, Alferd, review of the origins of Muhammadan jurisprudence, by joseph schacht, in bulletin of the school of oriental and African studies 16(1954)p.176

[19] Fitzgerald, S.v, review of the origins of Muhammadan juris prudence, by joseph schacht, in the law quarterly review 69 (1953) p.395

[20] Schacht, joseph, An introduction to Islamic law, oxford, university press, 1982, preface.

[21] سید صباح الدین عبدالرحمٰن، (مرتب)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنّفین، شبلی اکیڈمی، عنوان مقالہ "جوزف شاخت اور اصول فقہ"،ص: ۱۴۰

[22] Coulson, N.J, A history of Islamic law, Great Britain, Edinburgh university press,

1978, p.17

[23] Akram Nadvi, Mohammad, review of the origins and evolution of Islamic law, by wael b; Hallaq, in journal of Islamic studies (oxford) 19 (1) 2008, p.113

[24] Ibid, p.111.